غصبِ میراث

(بہنوں اور بیٹیوں کو میراث سے محروم کرنا)

مفتی محمد عیسیٰ

رواجیوں نے رواج کی بچ باقی رکھنے میں اپنی خیر سمجھی کفر وشرک کی طرح رواج کی لعنت بھی مشکل سے چھوٹتی ہے۔ رواج میں مستزاد بات یہ ہے کہ اس میں کچھ ملتا ہے باپ دادا کی جائیداد سمٹ کر بیٹوں کے ہاتھ آتی ہے۔ حیرت تو اس پر کہ چور اور ڈاکو تو دنیا میں بدنام ہوتے ہیں۔ سودی معاشرے میں بھی سود کھانے والا اپنے کو برا سمجھتا ہے لیکن رواجی اپنے اس عمل کو معیوب نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں کہ ہمارے آباؤاجداد کی زمین ہے ہم نے کسی سے غصب تو نہیں کی کہیں باہر سے تو نہیں لائی۔ دنیا ان کو نمازی اور حاجی کہتی ہے حالانکہ انہوں نے خدا کی حدود کو توڑا اسلام میں ہندوانہ اور ظالمانہ قانون ایجاد کیا پھر باپ کے مرنے کے بعد ستم کا آغاز خود ماں جنت نشاں سے کیا۔ رحم و کرم اور پدرانہ شفقت کی بجائے بہنوں کو تختہ مشق بنایا درندگی کی اس سے زیادہ دنیا میں اور کوئی مثال بھی مل سکتی ہے؟ پھر اپنی اس حرام خوری کے کئی بہانے بناتے ہیں عذر گناہ بدتر از گناہ، کہتے ہیں ہمارے بڑوں نے اپنی جائیداد تقسیم نہیں کی ہم کیوں کسی کو کچھ دیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو زیور اور ہر طرح کا سامان دیا ہے۔ جو ان کے حقوق سے بھی زیادہ ہے کبھی یہ کہ وہ بخوشی دل ہم سے اپنا حق نہیں لینا چاہتی۔ ورنہ ہم دینے کیلئے تیار ہیں باپ کے مرنے پر جب خطرہ ہوتا ہے کہ ہم سے کہیں بہنیں جائیداد کا دعویٰ نہ کریں تو کہتے ہیں کہ ہم زندگی بھر آپ کی خدمت کرتے رہیں گے۔ جو خدا ناترس یوم آخرت میں خدائے ذوالجلال، کی پیشی، کو بھولے بیٹھے ہیں وہ ان وعدوں کا کیا پاس رکھتے ہیں۔ مار آستین کی طرح جائیداد پر قابض ہونے کے بعد یہ بدعہد سب کچھ بھول جاتے ہیں رواج پذیری اور شرعی حق کو دبانے کے سوا ان عذروں میں کچھ اور حقانیت بھی ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ ان نام نہاد مسلمانوں نے باپ دادا کے پرانے کفر کی چادر ابھی تک نہیں اتار پھینکی ورنہ اسلام تو اس چیز کی اجازت

نہیں دیتا کہ حدود اللہ کو پھلانگ کر پھر کفر اختیار کیا جائے۔ بھائیوں اور بیٹوں کی شادی بیاہ میں یہ خرچ اخراجات نہیں ہوتے؟ کیا کبھی کوئی بھائی بھی کسی بھائی کے حق میں کسی قیمت پر اپنے حق سے دستبردار ہوا ہے؟۔ یا صرف بے بس اور ناتواں مخلوق کیلئے کفر کی اس لعنت کو روا رکھا جارہا ہے؟۔ اس سے زیادہ جہاں ساز حیلہ باز لوگوں کی سنیئے ھبہ نامی بیان کرا کے خوش ہوجاتے ہیں کہ بخشش ہو گئی اور اسے حقیقتاً غیر منقولہ جائیداد کا ھبہ تصور کر بیٹھتے ہیں حالانکہ کتب فقہ میں مصرح ہے کہ قابل قسمت چیز کا ھبہ تقسیم کیئے بغیر نہیں ہوسکتا۔

لاتصح ھبۃ المشاع غیرالمقسوم ان القبض فیھا لا یصح الامفردۃً. بدایۃ المجتھد جلد:۲ ص ۳۰۹)

مشاع غیر منقسم کا ھبہ صحیح نہیں ہے۔ ھبہ میں قبضہ ضروری ہے جبکہ چیز کو الگ نہ کرلیا جائے اس وقت تک قبضہ تام نہیں ہوتا۔ نادان بکار خود ہوشیار ایسے قانونی ہتھکنڈے بروئے کار لاتے ہیں کہ مسئلہ کی زد سے بچ جائیں ۔اور مطلب بھی پورا ہو۔ اپنے طور پر خفیہ بہنوں کے نام زمین لگوا لیتے ہیں پھر عرصہ دراز کے بعد دوبارہ جعلی بیان کرا کے اپنے نام ھبہ کرالیتے ہیں۔ مچھلیوں کو ہفتے کے دن گڑھے میں پھنسا کر اتوار کے دن شکار کرنیکی یہودی تادیل سے یہ حیلہ کیا کچھ کم ہے؟ الامان والحفیظ۔ نیز مسئلہ کی رو سے قرض وغیرہ جو قرض دینے والے کے ذمہ ہوتا ہے معاف کرنے سے مقروض بری الذمہ ہوتا ہے اور جائیداد کا حق معافی کے باوجود معاف نہیں ہوتا۔ اس سے بری الزمہ ہونیکی شریعت میں کوئی اصل نہیں لہذا وارثوں کے معاف کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

حموی کی" الاشباہ والنظائر"میں ہے کہ ولوقال الوارث ترکت حقی لم یبطل حقہ اذالملک لایبطل بالترک قال الحموی فی شرحہ لومات عن ابنین فقال احدھما ترکت نصیبی من المیراث لم یبطل لانہ لازم لایبطل بالترک بل ان کان فلا بد من التملیک وان کان دینا فلا بد من الابراء" ص ۴۹۵

اگر کوئی وارث کہے کہ میں اپنا حصہ نہیں لیتا تو اس کا حصہ باطل نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ملک ہے چھوڑ دینے سے یہ حق باطل نہیں ہوسکتا۔امام حموی فرماتے ہیں کوئی آدمی دو بیٹے چھوڑ کر مرا۔ایک بیٹا کہے کہ میں اپنا حصہ نہیں لیتا۔اس انکار سے یہ حق باطل نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ لازمی حق ہے۔ چھوڑ دینے سے نہیں چھوٹتا۔ بلکہ اس حصہ پر ضرور قبضہ کرنا پڑے

گا۔ اگر حق دین ہے تو وہ صرف ابراء سے ساقط ہوجاتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ جو بہن اپنے ورثہ کو بھائی کیلئے اپنی زبان سے معاف کردیتی ہے صرف زبان سے کہہ دینے سے شرعاً معاف نہیں ہوتا۔ کیونکہ ابراء اعیان میں نہیں ہوتا بلکہ اس میں ھبہ کی ضرورت ہے اور وہ بدستور اپنے حق کی مالک رہتی ہے اگر کسی وقت بہن کی اولاد اپنے ماموں پر اس جائیداد کا دعوی کردے تو وہ شرعاً اپنی ماں کا حصہ لے سکتے ہیں کیونکہ ھبہ کی شرائط اس میں موجود نہیں ہیں کیونکہ ھنوز وہ مشاع مشترک قابل تقسیم ہے اگر شرائط ھبہ بھی کردیا جائے مگر یہ یقینی بات ہے کہ بہن کا ھبہ کردنا دل سے نہیں ہوتا بلکہ ایسا ھبہ صرف رواج اور ملامت کے خوف سے ہوتا ہے۔ اگر بہن حصہ وصول کرکے پورا قبضہ کرلے اور کچھ عرصہ اس کا فائدہ اور نفع بھی حاصل کرتی رہے اس کے بعد اگر دے دے تو اس کو حقیقی دینا کہتے ہیں (دعوات عبدیت (ج:۱، ص:۱۶۹) تعجب بالائے تعجب یہ ہے ادھر تو ان کا حق نہیں سمجھتے ادھر معاف کرانے کے فکر میں ہیں رواجیوں سے عجیب عجیب حرکات سرزد ہوئی ہیں شیطان نے انہیں الٹے سیدھے سبق پڑھار کھے ہیں بعض تو زندگی میں اپنے بیٹوں کے نام جائیداد منتقل کرادیتے ہیں یا پھر مرتے وقت اس تمنا کو مختلف ھتکنڈوں سے بیٹیوں کو محروم کرکے خدا کے حضور میں روسیاہ پیش ہوتے ہیں بڑے میاں کی اولاد بھی کچھ کم فہم ثابت نہیں ہوتی رہی سہی کسر یہ پوری کردیتے ہیں۔ اہل کمیشن اور سفید پوش در حقیقت سیاہ دل اور سیاہ کار لوگوں کی شہادت دلاتے ہیں کہ مرنے والے کے مادینہ اولاد نہیں ہے یا یہ کہ وہ اہل پردہ ہیں حاضر ہونے سے قاصر ہیں وہ اپنا حق لینا نہیں چاہتیں اگر اس سے بھی کام نہ چلے ہمشیر گان مردے کی بیوہ اور میراث غصب کرنیوالوں کی پھوپھیاں عدالت میں رجوع کریں تو پھر صریح اور واضح کفر کی آڑ لینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ شرم وحیاء بلکہ ایمان واسلام کو بالائے طاق رکھ کر یہ بیان داخل کراتے ہیں کہ قبل ازیں ہماری اقوام فلاں فلاں رواج عام پر عمل پیرا ہے۔ ہماری اراضی شریعت پر تقسیم نہیں ہوا کرتیں یا پھر یہ فرق بتاتے ہیں کہ ہمارا مورث شرعی وراثت کے بل سے پہلے فوت ہوگیا ہے اور شرعی وراثت کا بل چندماہ بعد منظور ہوا

(اناللہوانا الیہ راجعون)

عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مورخہ ۱۵-مارچ ۱۹۴۸ء پنجاب میں شرعی ضابطہ وراثت کلی طور پر بغیر تفریق اقوام منظور ہوجانے کے بعد اپنی بیٹیوں کے بارے میں شریعت

کا پاس نہیں کرتے۔ اپنی بہنوں اور ماں کے بارے میں وہی سابقہ رویہ ترک نہیں کرتے وہ در بدر پھریں تو ان شریفوں کو کوئی پرواہ نہیں اور نہ خدائے بزرگ و برتر کا خوف

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

سابقہ پیشہ ورانہ آبائی عادت کے مطابق اپنی بہنوں کو زبانی جمع خرچ پر راضی کر لیتے ہیں کہ ہمارے نام ھبہ کر لو ہم سے کسی چیز پر صلح کر لو مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ فی الحال خاموشی اختیار کریں اور عوام میں بھی ہم سرخرو ہوں شرعی نکتہ نظر سے ہم پر کوئی حرف نہ آئے منقولہ چیز یا گھٹیہ رقبہ اراضی لے لو یا یہ کہ ہمارے باپ کی بجائے ہمارا اپنا خرید کردہ رقبہ لے لو۔ افسوس اللہ تعالی فرماتے ہیں:

للرجال نصیب مماترک الولدان والاقربون (سورۃ نساء رکوع (۱)

(ماں باپ اور قرابت دار جو ترکہ چھوڑ جائیں اس میں سے مردوں کا بھی حصہ ہے۔)

وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ اوکثرنصیبا مفروضا. سورۃ نساء پارہ (۴) رکوع (۱)

(اور ماں باپ قرابت دار جو کچھ ترکہ چھوڑ جائیں خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اس میں سے عورتوں کا بھی کا حصہ ہے ہر ایک کا یہ حصہ مقرر شدہ ہے۔) یعنی قلیل و کثیر تھوڑے بہت سب مال میں اولاد لڑکے لڑکیاں شریک اور حصہ دار ہیں۔ اللہ تعالی کی طرف سے یہ مقرر اور معین فریضہ ہے۔ لیکن یہ رواجی ماں باپ کی غیر منقولہ جائیداد میں سے کچھ دینے پر راضی نہیں عجیب قسم کے حیلے تراشتے ہیں۔)

اسی سوال پر کسی ماں نے کیا ہی خوب کہا تھا، بیٹا جب تم مرو گے تو تمہاری اولادیں تمہاری خرید کردہ اس ردی زمینوں کی مالک بنیں گی ہمیں یہ عطیہ منظور نہیں۔ ان حالات میں بہنیں یہی سمجھتی ہیں کہ جائیداد کا پورا پورا حق لیکر ہم معاشرے میں بدنام ہوں گی قانونی چارہ جوئی کی ہم میں طاقت نہیں ہے پھر ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کے خلاف برادری میں سے مقدمات کی پیروی کرنے والا بھی کوئی نہیں ہے، بدست غازی ہرچہ رسد، جبرا صلح پر آمادہ ہو جاتی ہیں غور کریں کہ یہ بھی صلح کہلاتی ہے؟ جس میں صلح کرنیوالا اور معاف کرنیوالا مجبور اور مضطر ہوتا ہے۔

کچھ ماں بہنیں اپنا حساب کتاب اس دن پر چھوڑ دیتی ہیں جو دن ہماری گذشتہ زندگی

سے زیادہ قریب ہے جس میں مال کھانے والا زیادہ فقیر اور تنگ دست ہوگا اور لینے والا امیر اور خوشحال ہوگا اس دن برادران حقیقی کو پتہ چلے گا کہ باپ کی جائیداد اس طرح وصول کیا کرتے ہیں وصولی کا یہ طریقہ بھائیوں کے حق میں اس وقت تو بہت خوش کن ہے لیکن اس وقت رسوا کن ہوگا۔

کلا بل لاتکرمون الیتیم ولا تحاضون علی طعام المسکین وتاکلون التراث اکلالماوتحبون المال حباجما (سورۃ الفجر ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰،)

(ہر گزایسا نہیں ہے بلکہ نہ تم یتیم کی عزت کرتے ہواور نہ آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو اور تم میراث کا سارا مال سمیٹ سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور تم لوگ مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو)

اعزازی قارئین سے معذرت

مجلّہ فقہِ اسلامی کی روز بروز بڑھتی ہوئی طلب اور مانگ کے پیشِ نظر ہمارے لئے اب یہ ممکن نہیں رہا کہ ہم مزید اعزازی کاپیاں جاری کر سکیں۔

جن احباب کو اب تک اعزازی طور پر مجلّہ بھیجا جارہا تھا ان سے بھی التماس ہے کہ وہ ڈاک چارجز میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے معذرت قبول فرمائیں اور اگر وہ مجلّہ جاری رکھنا چاہتے ہیں تو ہر شمارے کے لئے پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے پرچہ طلب فرمائیں کیونکہ ہم تین ہزار روپے ماہانہ ڈاک خرچ کا بار اب مزید برداشت نہیں کر سکتے' ہاں اگر کوئی صاحبِ خیر مکمل یا چند شماروں کا ڈاک خرچ بطور تعاون برداشت کرلیں تو اعزازی قارئین کو مجلّہ کی ترسیل جاری رکھی جا سکتی ہے ۔ تاہم نئی اعزازی ممبر شپ تااطلاع ثانی بند رہے گی۔ (مجلسِ ادارت)

ضرورت ہے

متعدد افراد / اداروں نے فقہِ اسلامی کے سابقہ شمارے طلب کئے ہیں اور اس سلسلہ میں مسلسل خطوط موصول ہورہے ہیں' مگر ہمارے پاس اسٹاک میں سابقہ شمارے ختم ہو چکے ہیں' لہٰذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ اگر مناسب خیال فرمائیں تو سابقہ شمارے ہمیں ارسال فرما کر ان احباب کی ضرورت پوری کرنے کا موقعہ فراہم کریں جن تک سابقہ شمارے نہیں پہنچ سکے۔ (مجلسِ ادارت)